ایسے نوجوانوں کی تربیت کے لئے مراکز قائم کئے گئے۔ جو نصاب مکمل کر
اُس کو سندِ فراغت کے ساتھ مُلّا[1] کا خطاب دیا جاتا - اور اسے ایک مسجد الاٹ
کردی جاتی۔

کہتے ہیں مُلّاؤں کو تنخواہیں صرف شہروں میں دیجاتیں۔ مضافات و دُور دراز کے ملاؤں سے کہا گیا کہ عیسائی پادریوں اور مجوسی موبدوں کی طرح وہ بھی اپنی ضروریات کے لئے نمازیوں سے نذرانے، چندے، صدقات، عتبات و عطیات وصول کریں۔ قربانی کی کھالیں وصول کریں، نذر و نیاز، فاتحہ درود کے چکر چلائیں۔ میلاد کی مجالس برپا کریں۔ مُردوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیجنے کے گُر سکھائیں اور اپنا کام چلائیں۔

عوام کو حکم تھا کہ اپنے مُلّاؤں کا احترام کریں، وہ وارثانِ علوم الٰہیہ (متعلق بہ آلٰہ) اور جانشینانِ نبوّت ہیں۔ یہودی اپنے علما کو ربّی (ہمارا پالنے والا) کہتے ہیں۔ عیسائی (HOLY FATHER) مقدس باپ۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے عُلما کو ادب سے مولٰنا کہیں (ہمارا مولا یا مالک)

چند برسوں میں یہ نظام نافذ و جاری ہو گیا تو مسلمان علمار بھی... وہ خطبات پڑھنے پر راضی ہو گئے۔ معاملہ روٹی کا تھا اور معز الدولہ کو دعائیں دینے لگے: اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰہِ مَنْ اَھَانَ السُّلْطٰنَ اَھَانَہُ اللّٰہ

______ یہ دراصل ہندو عقیدہ کا ترجمہ ہے کہ مہاراج بھگوان کا اوتار ہیں جو مہاراج کا اپمان (توہین) کرے وہ بھگوان کی توہین کا مرتکب ہوا

---

[1] مُلّا دراصل مولا کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ بتلایا گیا کہ یہ مولا کا اسم تفضیل ہے۔ یعنی مولا سے بڑا۔ آپ جانتے ہیں کہ مولا کا خطاب حضرت علی کو دیا گیا تھا۔ اب چھوکروں کو اُن سے بڑا خطاب دیا جانے لگا۔

واضح رہے کہ خلافتِ عباسیہ میں گورنروں کو سلطان کہا جاتا تھا۔ اور اصل حاکم کو صرف خلیفہ کہتے تھے۔ جیسے سلطان صلاح الدین — سلطان محمود غزنوی۔ یہ ایجاد بھی معز الدولہ کی تھی جو سلطانِ بغداد تھا اور وہ دعا اسی کے لئے تھی۔

یہاں لطیفہ نکتہ یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام یہی خطبات رنجیت سنگھ، مہاراجہ کشمیر و پٹیالہ، جھانسی کی رانی اور ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں بھی پڑھتے رہے۔

آج بھی علماء فرماتے ہیں کہ شیعہ اور سُنّی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نصاب دینیات دونوں ایک ہی پڑھتے ہیں جو دیلمی مقرر کر گئے تھے، یا جو مصر کے اسمٰعیلیوں نے مقرر کیا تھا۔ تاہم مجتہد بننے کے لئے شیعوں کو مزید معلومات کے لئے قم۔ کربلا۔ نجف و کوفہ جانا پڑتا ہے۔ سُنّی علماء اس مخصوص تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ اور رموزِ امامت و فلسفۂ آلِ محمد نہیں جانتے۔ محض دیلمی نصاب پڑھ کر مُلّا فاضل بن جاتے ہیں۔ اسمٰعیلی نصاب پڑھنے والے اولیا بنتے تھے۔ اس پر ہمارے علما کو دسترس نہیں۔ ان دونوں نصابوں کا تعارف دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

دیلمی نصاب

READYMADE مُلّا تیار کرنے کے لئے نوجوانوں کو صرف و نحو کی چند گردانیں، کلمہ اسم فعل و حرف کی تعریفیں۔ ضمیروں کی قسمیں اور اُن کے چودہ چودہ صیغے رٹا دیئے جاتے، جسے وہ عربی زبان کے قواعد کہتے تھے۔ پھر صفوۃ المصادر سے چند عربی لغات ازبر کرنے کو کہا جاتا۔ تاکہ ملّا بنکر خطبات جمعہ و عیدین صحیح تخرج سے

پڑھ سکے اور بس۔

چنانچہ یہ لوگ ضَرَبتُ ۔ ضَرَبْنا ۔ ضَرَبْتُما ۔ ضَرَبْتُنَّ ۔ استغفراللہ نعوذ باللہ ۔ لاحول ولا ۔ کفر و شرک و بدعت ۔ ایصالِ ثواب ۔ نجاتِ اُخروی ۔ ثوابِ دارین ۔ شفاعت محمدی کی اصطلاحیں دُہراتے ہوئے کسی خانقاہ یا مسجد کی تلاش میں نکل جاتے جہاں دو روٹیوں کا سہارا ہوتا۔ ہمارے دینی ادارے ایسے ہی علماء پیدا کرتے ہیں[1]۔

اسمٰعیلی نصاب یعنی جامعۂ ازہر (مصر) میں باقاعدہ علوم دین پڑھائے جاتے، جن میں علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم کلام، علم تاویل شامل تھے۔ یہاں شریعت و طریقت کے رموز، نبوت و امامت کا فرق، خلافت و ملوکیت کے نقائص اور امامت کے اسرار جو باطنی علوم کہلاتے تھے خاص طور سے سکھائے جاتے اور بتلایا جاتا کہ یہ علوم رسُولِ عربی اور اُن کے صحابہ سے پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ یہ اماموں کے علوم ہیں اور انہی کے ذریعہ دنیا میں پھیلے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ارمغانِ عجم) کیونکہ اصل مقصد طلباء کے دماغوں کی شدھی (BRAIN WASHING) تھا۔ اِن علوم کے پڑھنے سے اُن کے دماغ ماؤف ہوجاتے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی جو پڑھا دیا جاتا وہی عمر بھر سُناتے رہتے۔ یعنی شاہ دولہا کے چوہوں کی طرح انسان سے ولی اللہ یا ملا بن کر عالم اسلام میں علوم آلہیہ (فلسفۂ اہل بیت) کی اشاعت کرنے نکل پڑتے۔ یہ ہندو مسلم عیسائی یہودی

---

[1] محمد قدس دارالعلوم دیوبند [illegible] کو خصوصیت کر کے خاص [illegible] صفت حروف کے [illegible] زیر تعلیم و تربیت علماء کو فیض العلم دینے کا سلسلہ شروع کیا۔

میں اتحاد پیدا کرتے اور قرآنی تعلیم سے عوام کو دُور رکھتے۔

ان میں قدرِ مشترک ان کی تقدس مآبی ہوتی۔ یعنی منبر پر چڑھ کر جنت دوزخ تقسیم کرنا۔ کفر و بدعت پر وعظ کہنا اور اہل بیت پرستی (رام لچھمن سیتا کی جگہ حسن حسین فاطمہ سکھانا) البتہ صحابہؓ کرام و بنی اُمیّہ کو مطعون کرنا ان کا خاص مشن تھا جو آج بھی جاری ہے۔

چنانچہ جلد ہی یہ مذہبی ٹھیکیدار مُلّا مجتہد اور اولیا ایک متوازی قوت بن گئے جن سے حکومت خائف رہنے لگی۔ یہ محاذ آرائی شروع کر دیتے تو بادشاہوں کو گدی سنبھالنا دشوار ہو جاتا۔ کیونکہ جاہل عوام ہمیشہ ان کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ اس طرح یہ حاکموں اور عوام دونوں کو اپنی مٹھی میں رکھتے اور لقمہ تر ملتا رہتا تو لہک لہک پڑھتے اَلسُّلطانُ ظِلُّ اللہ... الخ حالانکہ یہ مُشرکانہ عقیدہ ہے۔ مجوسی اپنے بادشاہوں کو خدا سمجھتے تھے۔ اسلام میں بادشاہت کا کوئی وجود نہیں۔ چنانچہ ہمارے علماءِ اسلام کے پہلے سلاطین بنو اُمیّہ کو منہ بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں۔ اور یہ دعا صرف اپنے دَور کے سلطان کے لئے پڑھتے ہیں تاکہ ناراض نہ ہوں، خواہ وہ سکھ ہوں یا عیسائی۔

فلسفہ اہل بیت کی اشاعت تیسری صدی میں اولیاء اللہ (باطنی علماء) نے شروع کی چوتھی صدی میں مُلّا بھی اُن کے مُعاون ہو گئے تو یہ کام مذہبی جنون کے ساتھ شروع ہو گیا۔ سرکاری خطبات میں اُن کی موجودگی اور اُن پر خلیفۂ بغداد کی مُہر نے اسے خالص اسلامی بنا دیا۔

اب مُلّا بھی نمازیوں کو درود شریف بہ آوازِ بلند پڑھنے کا حکم دینے لگے تاکہ دوست اور دشمن کی پہچان ہو سکے کہ کون محبِّ آلِ محمد ہے اور

کون عدو اہل بیت ہے۔ جو نہ پڑھتا وہ فوراً دشمن آل محمد، منافق، اور ناصبی قرار پاتا۔ بلکہ کافر کہہ کر مسجد سے نکال دیا جاتا۔ یہ رسم آج بھی امامیہ امام باڑوں اور پنج تنی مسجدوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کی مساجد میں خطبات تو وہی پڑھے جاتے ہیں مگر درود و سلام میں کوئی سختی نہیں برتی جاتی۔ کوئی زور سے پڑھ لے تو اعتراض بھی نہیں کرتے،

معز الدولہ دراصل اپنے آمشاش پند (۱۲ مزدکی دیوتاؤں) کو داخل اسلام کرنا چاہتا تھا، مگر مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اپنا قائد تسلیم کر لیا۔ تو اسے مجبوراً پنج تن پر اکتفا کرنا پڑا۔ پھر اس کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں نے بھی توحید کے بدلے پنجتن کی قدوسیت قبول کر لی۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے خطبات میں اگرچہ بارہ اماموں کے نام نہ آسکے مگر سیدنا علی مرتضیٰ کو مرکزی مرتبہ مل گیا۔ گو مصلحتاً ان کا نام چوتھے نمبر پر رکھا گیا مگر وہ خلفاء اسلام، صحابہ کرام، حتیٰ کہ نبی علیہ السلام سے بھی بلند مقام پر فائز نظر آتے ہیں۔ اُن کو امام اول تبلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم ہر جمعہ کو سنتے ہیں۔

پہلے امام اَنیس البلیّات والمصائب۔ مَظہر العجائب والغرائب۔ امام المشارق والمغارب۔ اسد اللہ الغالب، غالب علیٰ کُلِّ غالب علی بن ابی طالب۔ جس کا ترجمہ ہے:۔

بلاؤں اور مصیبتوں میں کام آنے والے (مشکل کشا) عجیب و غریب حرکتیں کرنے والے (نٹراج۔ وشنو) مشرقوں اور مغربوں کے امام (ایک مشرق و مغرب کے نہیں) ہمیشہ غالب رہنے والے شیر خدا (LION GOD)۔ اور تمام غالب آنے والوں پر غالب ہو جانے والے (خدایان خیر و شر پر)

علی بیٹے ابوطالب کے۔ ان مشرقوں اور مغربوں کا جغرافیہ کسی مُلّا سے پوچھیے۔

دوسرے اور تیسرے امام یعنی حسن وحسین کا تعارف نام نہاد سُنّی مولوی بھی اس طرح کرواتا ہے :-

اما مَین الھمامَین۔ سیّدین المسحیدین الشہیدین الحَسَن والحُسین رضی اللہ عنہما۔ سیّد لشباب اہل الجنۃ۔ (ترجمہ) :-

دونوں امام ہیں۔ دونوں بہادر جنگ باز ہیں۔ دونوں سردار ہیں۔ دونوں سعادتمند ہیں۔ دونوں شہید ہیں (مارے جانے والے) حسن وحسین یارانِ رسول اللہ (رضی اللہ عنہما) اب دونوں جاکر جنّت کے نوجوانوں کے سردار بن گئے ہیں۔

اور آپ کی والدہ محترمہ کے بارے میں مُلّا صاحبان کمال بے حجابی سے گاتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ نمازی جاہل ہیں۔ عربی کوئی نہیں سمجھتا :

"وعن اُمّھما البتول الزہراء سیدۃ النساء العالمین مضغۃ جسد النبی الکریم۔ المحزوزۃ الغراء سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ، رضی اللہ عنہما"

(ترجمہ) اور انکی کنواری اماں جان (بتول) جو مثل زہرہ (VENUS) کے ہیں۔ تمام دنیاؤں کی عورتوں کی سردار (اپنی والدہ سے لے کر بی بی حوا تک تمام عورتوں کی) آپ رسولِ کریمؐ کے جسم کا ایک لوتھڑا تھیں (اشارہ ہے نامکمل تخلیق کی طرف) جو پرجوش (غراء) لوگوں کی پیاری ہیں۔ ہماری سردارہ فاطمہ بیٹی رسول اللہؐ کی۔ اللہ اُن سے خوش ہے۔

مگر عجیب بات یہ ہے کہ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

بارے میں کچھ زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ بعض اوقات صرف جدّ الحسن والحسین سُنا دیا جاتا ہے۔ اور یہ کافی سمجھا جاتا ہے کہ جو نواسے ایسے شاندار تھے اُن کے نانا کیا کچھ نہ ہوں گے۔ خود سمجھ لیجئے۔

یہی پنجتن تمام اسلامی دنیا میں اہل بیت رسُول اور آلِ محمد مشہور ہیں۔ جن سے مراد مقدس خدائی خاندان ہے۔ اور یہ خطبات گذشتہ ہزار سال سے ہماری مسجدوں میں پڑھے جا رہے ہیں۔ مسلمان ان سے تو اب کماتے ہیں اور علماء اپنی روٹی۔ اس لئے ان کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ نہ اُن کو بدلنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

حاکموں کو ظاہر ہے اُن سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کیونکہ دینی امور میں اُن کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ حق معز الدولہ نے چوتھی صدی میں سلب کر لیا تھا۔ غیر عربی زبان سے بھی نابلد ہیں۔

مگر اب نوجوان پوچھنے لگے ہیں کہ اہل بیت رسُول کو پُوجنا ہے تو سب کو پُوجو۔ صرف چار پانچ سات اور بارہ کی تخصیص کیوں؟ اگر اہلِ بیت سے مراد گھر والے ہیں تو آپؐ کے گھر میں ازواجِ مطہرات بھی تھیں لونڈیاں اور غلام بھی تھے۔ جیسے اپنے حجام سیّدنا سلمان فارسیؓ کو آپؐ نے ضمن اہل بیتی فرمایا ہے۔ اس طرح کل ذوات مقدسہ کی تعداد چالیس پینتالیس ہو جاتی ہے۔ تو اُن کا تقدّس مجروح کرنے کا حق کیسے ہے؟

لے جس کو مرے ہوئے بھی ہزار سال ہو گئے ہیں۔

ارواح پرستی اور اسلام

دیلمی جانتے تھے کہ مسلمانوں کو توحید پرستی سے نہ ہٹایا گیا تو یہ ہمیشہ ایک غالب رہنے والی قوم بنے رہیں گے۔ ان کے اللہ کا وعدہ ہے:۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ط۱ (۳: ۱۳۹)

پس لازم تھا کہ انھیں شخصیت پرستی اور ارواح پرستی میں مبتلا کر دیا جائے۔ اس کام کے لئے درود شریف ایجاد کیا گیا جس نے توحید کے متوالوں کو محمدؐ اور آلِ محمد کی پرستش پر لگا دیا، اور اس کے سہارے قدیم مُردہ پرستی۔ قبر پرستی۔ ارواح پرستی کی مشرکانہ رسوم کو اسلامی بنا دیا۔ تاکہ مسلمان بھی اپنے مُردہ بزرگوں، شہیدوں، پیروں، صوفیوں، قلندروں اور اماموں کو زندۂ جاوید حاضر و ناظر، سُنتا بولتا سمجھنے اور اُن سے دعائیں منتیں مُرادیں مانگنے لگیں۔ تاکہ بارگاہ ربّ العزت کے قابل نہ رہیں۔ دوسرے مشرکوں کی طرح مقہور و مردود بن جائیں۔

چنانچہ آج ہمارے مُردہ دیوی دیوتاؤں کی تعداد عہد جاہلیہ کی تین سو ساٹھ ذواتِ مقدسہ سے کئی گنا زیادہ ہے جو خانہ کعبہ میں رکھے تبلائے جاتے ہیں۔ جن میں سیّدنا ابراہیم و اسمٰعیل کے بت بھی شامل تھے۔ چنانچہ ہم اپنے غوث اعظم، مولا مشکل کشا، خواجہ بندہ نواز۔ داتا شہباز قلندر، اعلیٰ حضرت۔ حق باہو کو سبح پال۔ گرونانک۔ سنت کبیر رام لچھمن اور کرشن و ہنومان سے کم نہیں سمجھتے۔

---

۱ (ترجمہ) تم کبھی مغلوب نہ ہو گے۔ اگر صاحب ایمان رہے۔

درود شریف کا اجرا

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا کام (عبد اللہ بن سبا) اور ایرانی مجوسیوں کے گٹھ جوڑ سے پہلی صدی میں ہو گیا تھا۔ مگر اس کی تکمیل بغداد کے دیلمیوں اور مصر کے بنو فاطمیین کے ہاتھوں چوتھی صدی میں ہوئی۔ اسی دور میں فقہہ اربع واحادیث وکتب مسانید ستہ یعنی ابو حنیفہ اور امام مالک کے کام کو تلف کرنے اور اُن کی کتابوں میں تحریف کرنے کا کام انجام دیا گیا۔ اُن میں مجوسی یہودی عقائد شامل کیے گئے اور وہی قرآن کے حاشیوں پر تفسیر کے نام سے چڑھائے گئے۔ جس کا ثبوت ۱۲ امنہ کا اشارہ ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ یعنی بارہ امامی شیعوں کی موجودگی کا پتہ دینے والی علامت۔

اسی زمانے میں صحاح ستہ اور تفسیر طبری وسیرت ہشام کو شہرت دوام ملی۔ اور اُن سب میں درُود شریف کی روایت داخل کی گئی۔ اور یہ شرارت یہیں ختم نہیں ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل مقدس کا ایک نسخہ بھی تیار کیا گیا جس میں درود شریف موجود ہے۔ یہ نسخہ برن عباس (BARNABAS) نامی ڈاکو سے منسوب کیا گیا ہے جسے رومی بادشاہ (PILAT) پیلاطوس نے عیسٰی علیہ السلام کے بدلے پھانسی چڑھا دیا تھا۔ یہودی سمجھے کہ عیسٰی کو مصلوب کر دیا گیا ہے۔

اس انجیل میں جسے ہاشم رضا صاحب نے پاکستان میں شائع کروایا ہے۔ لکھا ہے کہ آدم نے دیکھا کہ خدا کے گھر میں ہر طرف محمد اور آل محمد کا نام لکھا ہوا ہے تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ خدا نے کہا: ہم نے محض ان کی خاطر تم کو پیدا کیا ہے، یہ تمہاری نسل سے سب سے آخر میں آئیں گے، یہ ہمارے محبوب ہیں۔

اس بیان میں حسب ذیل چیستیاں قابلِ غور ہیں :-

(۱) - خدا تنہائی میں اپنے محبوب کے نام دیواروں پر لکھتا رہتا تھا۔

(۲) - آدم صاحب جنت سے نکلے تو انجیر کے پتے باندھے ہوئے تھے مگر عربی لکھنا پڑھنا سیکھ گئے تھے۔ دیواروں پر لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے۔

اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ باطنی تحریک کے ہاتھ کتنے لمبے تھے۔ جو دراصل یہودی تحریک تھی۔ آجکل یہی یہودی عیسائیت میں نئے فرقے پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ کہیں "WORLD TOMORROW" کا پروگرام کرتے ہیں، کہیں "JEHOA'S WITNESS" کا اور ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان اُن کے چکر میں آکر عیسائی بن رہے ہیں۔

درود میں اختلاف ہندوستانی مسلمان توہم پرستی کی وجہ سے تنگ نظر ہوتے ہیں، جو کچھ اپنے باپ دادا سے سُن لیا ہے اُسے کافی سمجھتے ہیں اور نئی بات سُننا پسند نہیں کرتے خواہ وہ سچ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جہالت کو پسند نہیں کرتا بلکہ جہالت کو کفر کہتا ہے۔ یہ لوگ اگر آپس میں تبادلۂ خیال کریں تو بھی علم کی روشنی آسکتی ہے۔ مگر یہ ایک دوسرے سے دُور رہنے میں عافیت جانتے ہیں۔ بریلوی، دیوبندی کی مسجد میں نہیں جاتا۔ اور دیوبندی اہلِ حدیث سے بھاگتا ہے۔ اس طرح انہیں معلوم نہیں ہو سکتا کہ شیعہ اور سُنّی درود میں کیا فرق ہے اور کیوں ہے ؟

درود "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ" خالص شیعی درود ہے، یہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔ قرآن نے بتلا دیا تھا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ .... الخ (۳۳ : ۴۰)

یعنی محمدؐ کو اولادِ نرینہ نہیں دی گئی ہے، اُن کی نسل چلانا مقصودِ مشیت نہیں"

اُن کا کام اُمت جاری رکھے گی اور وہ پھیلے گا۔

پس سُنّی درود ہے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اللّٰہ آپ پر اپنی رحمتیں برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

شیعہ بھائی اس اسلامی درود کو مُشرکانہ بنانے کے لئے اس طرح پڑھتے ہیں: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ۔ مگر یہ قواعد کی رُو سے بھی غلط ہے اور عقیدے کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں۔ آل سے مُراد ان کے بارہ امام ہیں، جن کا ماننا مسلمان کو جائز نہیں۔ ہر چند کہ عوام امام حسین امام حسن کہتے رہتے ہیں جن میں ابوالکلام آزاد جیسے بھی شامل تھے جو یہ بھید ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ واضح رہے کہ صَلِّ صیغہ امر ہے یعنی حکم، اور صَلّی ایک تمنا یا دُعا اگر چاہے تو برکتیں نازل فرما۔

درود ابراہیمی سُنّی مسلمان ہزار سالہ لاعلمی کی وجہ سے معزالدولہ کا بنایا ہوا درود شریف اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ اور نہیں جانتے کہ وہ کیا دُعا کر رہے ہیں۔ اس دُعا کا مطلب صرف یہ ہے کہ اے اللّٰہ محمد اور آل محمد کے ساتھ بھی وہی سلوک کر جو تو ابراہیم اور آلِ ابراہیم کے ساتھ کر چکا ہے۔

بھلا رسُول اللّٰہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایسی دُعا کیسے سکھا سکتے تھے! اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں آل ابراہیم کو سرزمین عرب سے نکالنے اور قتل کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور بتلادیا تھا کہ: كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ (۲:۶۵) ہم نے اُن کو بندر بنا کر بے ملک و بے دیار کر دیا ہے۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔۔۔ الخ (۲ : ۶۱)

اُن پر ذلت طاری کر دی ــــ اور وہ اللہ کے غضب میں آ گئے ہیں۔ مسکنت و عاجزی اُن کا مقسوم ہے۔ پھر حکم ہوا کہ اُن کو سرزمین عرب سے نکال دو۔ جتنے قتل کر سکو قتل کر ڈالو۔

درود میں احتیاط اب ایک راز کی بات سُنئے: شیعہ علماء اپنے متبعین کو درود شریف کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے رہتے ہیں جو سُنی ملاں نہیں جانتا۔

"تحفۃ العوام" (شیعوں کی کتاب) میں لکھتے ہیں:۔ درود شریف پڑھنے میں تلفظ کا خیال رکھنا چاہیئے کہ آواز کے فرق سے ایمان زائل ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ یعنی مشتبہ الصوت (ہم آواز) الفاظ کا مخرج غلط ہو گیا تو گنہگار ہو گا۔ کیونکہ آواز کے بدل جانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ میں آپ نے صَلِّ کو سَلِّ (سین سے) پڑھا تو اُس کے معنی ہوں گے "تلوار کھینچ"[1]

غالباً آپ اس نزاکت کو سمجھ گئے ہوں گے کہ عربی میں (سین سے) سَلِّ کے معنی ہیں تلوار کھینچ یعنی قتل کر دے۔ مار ڈال۔ تباہ کر دے۔ معلوم ہوا کہ یہ بے حد خطرناک دُعا ہے، خاص کر ہم ہندی الاصل لوگوں کے لئے جو س۔ ص۔ ث کی آوازوں میں فرق نہیں کر پاتے۔

درود شریف کا بدل نوجوان پُوچھتے ہیں کہ نماز میں درود نہ پڑھیں تو کیا پڑھیں؟ جواب یہ ہے کہ اپنی فقہ اور صحاح ستہ دیکھو، نماز التحیات کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ التحیات (تشہد) میں ہم اللہ کی عظمت و کبریائی بیان کرتے ہیں۔ اللہ کے رسُول پر سلامتی کی دُعا کرتے ہیں:۔ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ[2] پھر اللہ کی وحدت

---

[1] (بیان القرآت) [2] جو لوگ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَااَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے ہیں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں: یَااَیُّھَا النَّبِیُّ بھی یا محمد یا علی کی طرح ہے اور (بقیہ حاشیہ ص ۲۸)

کی گواہی کے بعد رسول کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں: اَشْھَدُ اَنَّ ... عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ یہی آپ کا درود ہے۔

واضح رہے کہ رسالت کا مرتبہ دنیا کے ہر عہدے اور مرتبے سے بڑا ہے یعنی بادشاہوں اور وزیروں سے بھی بڑا۔ جو لوگ رسول اللہ کی جگہ آنحضرت۔ ختمی مرتبت۔ محمد مصطفےٰ وغیرہ کہتے ہیں وہ اپنی نفرت کو چھپاتے ہیں جو اُن کے دلوں میں بھری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ محمد کو رسول اللہ کے خطاب سے یاد کیا جائے، جیسا کہ تشہد میں آپ کو سکھایا گیا ہے۔

مسلمانوں کو قرآن سے رجوع کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ گذشتہ ہزار سال میں ہمارے بزرگوں نے جو درود آپ پر لادا ہے اُسے اُتار پھینکنے کے لئے غالباً ہماری عمر کافی نہ ہوگی۔ تاہم، ہم مزید گندگی پھیلانے سے خود کو باز رکھ سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیئے اور توبہ و استغفار سے معافی مانگنی چاہیئے۔ بھلا ہماری سفارش کیا حیثیت رکھتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے رسول پر درود بھیجنے کو کہیں۔ جب خود نہیں جانتے کہ اللہ کے سامنے ہمارا کیا مقام ہے۔ ہم مردود ہیں یا مقبول۔ ہمیں سفارش کا کیا حق ہے۔

رسول اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود اُن کو بتلا دیا تھا:۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ یعنی تم کو دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اور آخرت کی بہترین جزا کا مستحق قرار دیا ہے۔ تم دنیا میں بادشاہت کرو گے اور آخرت میں بھی بلند درجات پر فائز ہو گے۔

(بقیہ از حاشیہ صفحہ ...) ویسا ہی مشرکانہ ہے جیسے یا غوث۔ یا حسین۔ او رام۔ او بھگوان پکارنا۔ پھر عَلَیْکَ ضمیر مخاطب ہے یعنی اس کے لئے ہے جو سامنے موجود ہو۔ کسی غائب کے لئے عَلَیْکَ استعمال کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔

ایک معروضہ

پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ علم و تحقیق کی روشنی سے نہ صرف مُلا و مجتہد خائف ہیں۔ بلکہ حکمران بھی عوام کو جاہل رکھنے میں اپنی بھلائی دیکھتے ہیں۔ ایوب خاں نے پریس آرڈی ننس جاری کر کے دشمنانِ اسلام کے ہاتھ مضبوط کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱)۔ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ (ترجمہ) یہ تو شیطان ہے جو اپنے اولیاء سے ڈراتا ہے۔ تم اس سے اور اس کے اولیاء یعنی کافروں اور مشرکوں سے نہ ڈرو۔ صرف مجھ سے ڈرتے رہو اگر تم صاحب ایمان ہو (۳ : ۱۷۵)۔

اس کی تفسیر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ نے اس طرح فرمائی۔

(۲)۔ مَنْ اَلْتَمَسَ رَضِیِ اللّٰہ بسخط النّاس رضی اللّٰہ عنہ وارضی عنہ النّاس (ترجمہ) اگر کوئی شخص اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے عوام کو ناراض کر دے تو اللہ اس سے خوش ہو گا اور عوام کو بھی اس سے راضی کر دے گا۔

(۳)۔ وَمَنْ اَلْتَمَس رضی النّاس بسخط اللّٰہ سخط اللّٰہ علیہ و السخط علیہ النّاس۔ (ترجمہ)۔ لیکن جو شخص عوام کو خوش رکھنے میں اللہ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے گا۔ اللہ اس سے ناراض ہو جائے گا۔ اور بالآخر عوام کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

استعذار

اللہ کا شکر ہے ہمارے اس رسالے "فلسفۂ آلِ محمدؐ" پر مسلمانوں نے توجہ دی۔ علماءِ مساجد اور مدارس بھی چونکے اور عربوں کی عربی دانی بھی سان پر لگ گئی مگر بعض تنگی مزاج لوگ جو ہمارے کام سے واقف نہیں ہوتے بعض سوالات پوچھتے رہتے ہیں خاص کر :

(۱) - وہ کونسے محرکات ہیں جو آپ کو ایسی تحقیقات کی ترغیب دیتے ہیں ؟

(۲) - ایسے موضوعات پر قلم اٹھانے کا مواد کہاں سے ملتا ہے۔ حوالے کیوں نہیں دیئے؟

گویا جاننا چاہتے ہیں کہ ہم کو رقم روس سے ملتی ہے یا امریکہ سے۔ اور کتابیں ہم کہاں سے لاتے ہیں۔ اُن کے حوالے کیوں نہیں دیتے۔ یہ بے چارے کوستانِ بند ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے لگائے ہوئے پیڑ سے واقف نہیں جس کے ثمرات شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید، سرسید احمد خان، حالی، شبلی، عبید اللہ سندھی، علامہ مشرقی اور محمود عباسی اپنے اپنے دور میں طالبانِ حق کے کام و دہن کو لذت آشنائے توحید کرتے رہے۔ یہ ہمیں کسی مطعون فرقے سے منسوب کر کے واہ گرو حق چار یار کا نعرہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔

مگر ہم مدت ہوئی فرقوں کی لعنت سے بری ہو چکے۔ قرآنِ حکیم نے اپنے رسولؐ سے واضح الفاظ میں کہدیا تھا : اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ (انعام ۱۶۰) جو لوگ دین میں فرقے بنا کر دوسروں کے شیعہ (مرید یا پیرو) بن جائیں گے اُن سے تمہارا کوئی تعلق نہ رہے گا۔ وہ اپنے اماموں اور پیروں کے ساتھ اٹھیں گے تمہاری اُمت شمار نہ ہوں گے۔ نہ تمہارے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکیں گے۔ یہ حکم شیعہ، سُنی، حنفی، شافعی، حنبلی، جعفریہ، اسمٰعیلیہ، قادریہ، چشتیہ سب کے لئے ہے۔

۱۹۶۰ء میں مجھے اسلام پر تحقیق کے لئے شیعہ اور سُنی مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا جس سے "صبائی سبز باغ" مرتب ہوئی تو معلوم ہوا کہ اسلامی لٹریچر میں سب سے زیادہ کام علوم اہل بیت پر ہوا ہے پھر سنت رسولؐ پر اور شعائر اسلام یعنی قرآنی علوم پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ علوم اہل بیت پر ۷۰٪ سنت رسولؐ پر ۲۰٪ اور قرآنی علوم پر صرف ۱۰٪ وہ بھی خالص نہیں ہے۔ مثلاً ہماری صلوٰۃ جسے ہم نماز کہتے ہیں قرآن کے حکم سے تواتر کے ساتھ متوارث ہے یہ بندے اور خالق کے درمیان رابطے کی چیز ہے۔ اس کے اچھے نتائج کا وعدہ ہے مگر اس میں بھی سُنت اور اہل بیت گھسے ہوئے ہیں۔

کھڑے ہو کر آپ اللہ سے ہم کلام ہو کر اُس کی ثنا کرتے ہیں پھر وعدہ کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ۔ اور مدد مانگتے ہیں ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ مگر جب صلوٰۃ ختم کر کے بیٹھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ، خدا کی گود میں اس کا محبوب (نبی) بیٹھا ہوا ہے تو فوراً اس کو بھی ایک سلام جھاڑ دیتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ پھر خدا کی طرف دیکھتے ہیں ۔ وہ سمجھتا ہے اب اپنے یا اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ مانگیں گے تو آپ اسے حکم دیتے ہیں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ یعنی تو بیٹھا اپنے محبوب اور اس کے بچوں پر درود بھیجتا رہ اور خود مصلے سے اٹھ آتے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا کہ یہ شرک ہے اور شرک اللہ تعالےٰ معاف نہ کریگا جاہل سے جاہل مشرک اور کافر بھی اپنے دیوتا سے اس قسم کا مذاق نہ کرتا ہوگا پھر حیرانی کیوں کہ برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر۔ یہ ساری خرابی عربی زبان جانے بغیر عبادت کرنے کی وجہ سے جہلا تو شاید بخش دیے جائیں گے۔ مگر یہ جانشینانِ نبوت نہ بخشے جائیں گے

اب اس ۹۰٪ اسلامی لٹریچر کو سوچیے جس کا منبع ہی روایات عجم و مصر اور

علوم اہلِ بیت ہو۔ ہم اپنے رسولؐ کے خطبہ حجۃ الوداع کی ایک روایت کی مختلف شکلیں دکھاتے ہیں:۔

۱۔ اصل روایت: اے لوگو میں تمہارے لئے ایک چیز چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر اس پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب "قرآن" ہے۔

۲۔ شیعہ: اے مؤمنو میں تمہارے لئے دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں (ثقلین)، اگر ان سے چمٹے رہے تو کبھی گھاٹے میں نہ رہو گے۔ پہلی چیز قرآن ہے اور دوسری میرے اہلِ بیت (بیوی بچے)

۳۔ اہلِ حدیث: اے لوگو میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان کو مضبوطی سے تھامے رہے تو نجات پا جاؤ گے۔ پہلی چیز کتاب ہے اور دوسری میری سُنت۔

۴۔ بریلوی:۔ اے لوگو میں تمہارے درمیان تین چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی کتاب "قرآن ہے" دوسری میری سنت اور تیسرے میرے اہلِ بیت، ان سے کبھی غافل نہ رہنا۔

اسی وجہ سے مسلمانوں پر اللہ کا عذاب آ رہا ہے۔ اسلامیانِ مصر، شام فلسطین و ہندوستان اس کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اب افغانستان، ایران، عراق اور لبنان چکھ رہے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں نے اپنی حالت اور اپنے عقائد درست نہ کئے تو یہ بھی وہ دن ضرور دیکھیں گے۔

فقط والسّلام

عزیز احمد صدیقی

اہلِ بیتِ علی کرم اللہ وجہہ

کے متعلق تفصیلات بھی ہماری کتب روایات و تاریخ میں بکھری پڑی ہیں۔ جن کے مطابق آپ کی تین درجن اولاد اور ایک درجن ازواج اور کنیزیں تھیں۔ جن میں سے فلسفۂ اہل بیت کی رُو سے صرف ۵ افراد مقدّس شمار ہوئے اور باقی سبائی نفرت کا شکار ہو گئے۔ روافض کے یہاں صرف حسین کی نسل سے دس اور امام خدائی درجہ رکھتے ہیں۔

نام زوجہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہؐ	حسن، حسین	اُم کلثوم، زینب
۲۔ سیّدہ امامہ بنت زینبؓ الوالعاص	محمد اوسط	۔
۳۔ سیدہ اسما بنت عمیس بیوہ جعفر طیار	عون و یحییٰ	۔
۴۔ لیلیٰ بنت مسعود تمیمی۔	عبید اللہ، ابوبکر، عبداللہ	۔
۵۔ اُمّ البنین خواہر شمر بن جوشن	عمر، عباس، جعفر، عثمان	۔
۶۔ خولہ بنت جعفر۔	محمد بن حنفیہ۔	۔
۷۔ اُم سعید بنت عروہ	۔	رملہ، اُم الحسن
۸۔ اُمّ حبیبہ بنت عروہ	عمر، اصغر	رقیہ
۹۔ محیاۃ بنت امراء القیس۔	۔	حارثہ

ان کے علاوہ حسب ذیل بیٹیوں کی ماؤں کے نام مشخص نہ ہو سکے:۔ اُم ہانی۔ میمونہ۔ زینب۔ صغرا۔ رملہ صغرا۔ فاطمہ، امام خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ حمانہ۔ نفیسہ۔ اُم جعفر۔ یہ کل اٹھارہ بیٹیاں، ۱۶/۱۷ بیٹے مشہور رہیں (بحوالہ الطبری ج ۶ ص ۸۹)